تحریر: ٹی-ڈبلیو-آرنلڈ

ترجمہ: ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ

تاتاری مسلمان

(دینی شناخت کا تحفظ اور اشاعتِ دین کی جدوجہد)

پروفیسر ٹی -ڈبلیو -آرنلڈ کی معروف تالیف The Preaching of Islam کا ایک باب "مغلوں اور تاتاریوں میں اسلام کی اشاعت" سے متعلق ہے۔ پروفیسر آرنلڈ نے یہ کتاپ انیسویں صدی کے آخری عشرے میں اپنے قیامِ علی گڑھ کے زمانے میں مرتّب کی تھی جو پہلی بار ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی۔ برصغیر سے واپس انگلستان جانے کے بعد بھی اس موضوع سے ان کی دلچسپی برقرار رہی۔ وقت کے ساتھ ساتھ اشاعتِ اسلام پر مزید کتابیں اور مقالات شائع ہوتے رہے۔ پروفیسر آرنلڈ نے یورپی زبانوں میں شائع شدہ نئے لوازمے کی مدد سے The Preaching of Islam پر نظر ثانی کی اور اضافہ شدہ ایڈیشن ۱۹۱۳ء میں سامنے آیا۔ گزشتہ ۸۰ برس کے عرصے میں "اشاعتِ اسلام" کی تاریخ پر اتنا کچھ لکھا گیا ہےکہ پروفیسر آرنلڈ کی بعض معلومات پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے،تاہم اس کتاب کو "اوّلیت" کا درجہ بہرحال حاصل رہے گا۔

تاتاری مسلمانوں اور ان کے درمیان اشاعتِ اسلام پر یورپی زبانوں میں وقیع کتب و مقالات موجود ہیں، مگر ہماری بد قسمتی کہ اردو زبان کا دامن ان سے خالی ہے۔ لے دے کر پروفسیر آرنلڈ کی کتاب کے تراجم ہی ہیں۔ ذیل میں The Preachingof Islam کے ترجمہ "دعوتِ اسلام" [از ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ،لاہور: محکمہ اوقاف پنجاب (اشاعت اول، ۱۹۷۲ء)] سے تاتاری مسلمانوں کے بارے میں اقتباس نقل کیا جاتا ہے جس سے دینی شناخت کے تحفّظ اور اشاعتِ دین کے لیے سولھویں صدی سے بیسویں صدی کے عہد ادبار میں ان کی جدوجہد پر روشنی پڑتی ہے۔

پروفیسر آرنلڈ نے جگہ جگہ اپنے ماخذوں کی نشاندہی کے لیے جو حواشی لکھے ہیں، زیرِ نظر اقتباس سے حذف کر دیے گئے ہیں۔ مدیر

سولھویں صدی میں جب روسی قازان کی اسلامی تاتاری ریاست کو فتح کر چکے تو انھوں نے عیسائیت کی اشاعت کے لیے سرکاری طور پر ایک مہم چلائی اور وہاں کے بعض بت پرستوں کو اصطباغ دیا۔ پولیس اور دیوانی محکموں کے افسروں نے پادریوں کے تبلیغی کام میں ان کو مدد دی، لیکن روسی

پادری ان تاتاریوں کی زبان نہیں جانتے تھے۔ چنانچہ ان کی طرف سے جلد ہی غافل ہو گئے اور ان کے بارے میں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ "یہ تاتاری لوگ عیسائی ہونے کے باوجود بے شرمی کے ساتھ اپنے قدیم مکروہ رسوم ورواج کے پابند ہیں اور ان کو عیسوی مذہب کا نہ تو علم ہے اور نہ ہی اس پر اعتقاد ہے۔" جب دینی تعلیم و تلقین کارگر نہ ہوئی تو حکومت نے اپنے افسروں کو حکم دیا کہ "جو لوگ اصطباغ پا کر عیسائی ہو چکے ہیں لیکن مطران کے احکام کو نہیں مانتے، ان کو پہلے نرمی سے سمجھایا جائے اور اگر نہ سمجھیں تو ان کو قید کر کے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا جائے۔ ان کو ڈرا دھمکا کر ان کے دلوں سے قدیم تاتاری مذہب کا خیال نکال دیا جائے۔"

انیسویں صدی میں روسی حکومت نے بت پرست قبیلوں کو اور ان تاتاریوں کو جو عیسوی مذہب سے منحرف اور مرتد ہو گئے تھے، عیسائی کرنے کی دوبارہ کوشش کی اور ان کو اصطباغ لینے کے لیے بہت سے لالچ دیے۔ چنانچہ ملکہ کیتھرائن دوم نے ۱۷۷۸ء میں حکم جاری کیا کہ جو لوگ تازہ عیسائی ہوئے ہیں، وہ اس مضمون کا تحریری اقرار نامہ داخل کریں کہ "وہ اپنی بت پرستی کی ضلالت کو کامل طور پر ترک کر دیں گے اور کافروں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھیں گے، اور بغیر کسی تذبذب کے عیسوی مذہب اور اس کے عقائد کے سختی سے پابند رہیں گے۔" لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود اصطباغ پانے والے یہ عیسائی محض نام کے عیسائی تھے، کیونکہ انہوں نے جلد ہی آرتھوڈوکس کلیسیا کی تبلیغی کوششوں سے چھٹکارا پانے کی کوشش شروع کر دی اور اسلام کی خاطر عیسائیت کو ترک کر دیا۔ گویا ان کا برائے نام عیسائی ہونا ان کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا ایک ذریعہ ثابت ہوا۔

اگرچہ سرکاری دفاتر میں تاتاریوں کا نام عیسائیوں کی فہرست میں لکھا جاتا تھا، لیکن وہ ہمت اور استقلال کے ساتھ ان تمام کوششوں کا مقابلہ کرتے رہے جو ان کو عیسائی بنانے کے لیے کی جاتی تھیں۔ ایک نیم سرکاری مضمون میں، جو ۱۸۷۲ء میں چھپا تھا، مضمون نگار نے لکھا تھا کہ "یہ امر قابلِ غور ہے کہ عیسوی دین کو ترک کرنے کے واقعات عین اسی زمانے میں پیش آئے جب عیسائیوں کو اپنے مذہب میں پختہ کرنے کی کوششیں شروع ہوئیں، لہٰذا ان کوششوں کے پہلو بہ پہلو ضرور کوئی اور سبب موجود ہو گا جس کی وجہ سے ارتداد کے یہ واقعات رونما ہوئے، حالانکہ توقع اس کے برعکس تھی۔" حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ تاتاری دل سے ہمیشہ مسلمان رہے تھے، اس لیے انہوں نے ان تمام طریقوں کا مقابلہ کیا جن سے ان کو حقیقی طور پر عیسائی بنانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ انیسویں صدی کے آخری حصے میں بت پرست اور مسلمان قبیلوں میں مدارس جاری کیے گئے اور ان کے ذریعے سے ان قبائل کو عیسائی بنانے کی کوشش کی گئی، کیونکہ روسیوں کو یہ امید تھی کہ اس طریقے سے تاتاریوں کی نئی نسل کو عیسائی بنایا جا سکتا ہے، کیونکہ اس کے سوا کسی اور ذریعے سے تاتاریوں میں عیسائیت کی ترویج ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک روسی پروفیسر نے لکھا ہے کہ "قازان کے لوگوں کو عیسائی کرنا بہت

دشوار ہے، لیکن ہمیں دیہات کے چند لڑکے مل جاتے ہیں جن کو ہم خدا ترسی کی تعلیم دیتے ہیں۔ جب وہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ ہو جاتے ہیں تو پھر کبھی عیسائی مذہب سے روگردانی نہیں کرتے۔" اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روسیوں کے ضابطۂ فوجداری میں کئی دفعات ایسی تھیں جن کی رو سے عیسائی مذہب ترک کرنے والوں کو سخت سزائیں مل سکتی تھیں۔ جو شخص کسی عیسائی کو مسلمان کرنے کے جرم میں ماخوذ ہوتا تھا، وہ تمام شہری حقوق سے محروم ہو جاتا تھا اور آٹھ سے دس برس کی قید بامشقت کی سزا پاتا تھا۔ لیکن روسی حکومت کے ان تمام احکام اور فرامین کے باوجود اسلام کی تبلیغ سے گاؤں کے گاؤں مسلمان ہو جاتے تھے۔ اسلام کی اشاعت ان قبائل میں خاص طور پر کامیاب رہی جو روس کے شمال مشرق میں آباد تھے۔

قازان تبلیغِ اسلام کا مرکز تھا۔

قازان کا شہر اسلامی تبلیغ کا سب سے بڑا مرکز ہے اور ہر سال یہاں بہت سی اسلامی کتابیں چھپتی ہیں۔ وہاں کی یونیورسٹی سے بہت سے ملا دیہات میں وہاں کے بت پرستوں کو مسلمان کرنے کے لیے جاتے ہیں اور ان تاتاریوں کو، جو اصطباغ پا کر عیسائی ہو گئے ہیں، اسلام کی طرف واپس لاتے ہیں۔ عیسائی تاتاری جس کثرت سے مسلمان ہو رہے ہیں، اس سے آرتھوڈوکس کلیسیا کے پادری گھبرا اٹھے ہیں، لیکن وہ ابھی تک ملاؤں کی کامیابی کو روکنے میں ناکام رہے ہیں۔ خصوصاً جب سے (۱۹۰۵ء) روس میں مذہبی آزادی کا اعلان ہوا ہے، تاتاریوں کے گروہ کے گروہ مسلمان ہو چکے ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ ۱۹۰۹ء میں اتوموا کے گاؤں کے ۹۱ خاندانوں نے اسلام قبول کیا اور ۱۹۰۶ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیانی عرصے میں ترپن ہزار (۵۳۰۰۰) آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ اسلامی تبلیغ کی کامیابی کا بیشتر سبب یہ تھا کہ اسلامی معاشرے کا اخلاقی درجہ بلند تر تھا اور اس میں اتحاد و اتفاق کا جذبہ بھی قوی تر تھا۔ اس کے علاوہ عیسائی پادریوں نے روسی حکومت کی تائید سے عیسائی تاتاریوں کو راسخ العقیدہ بنانے کے لیے جو طریقے اختیار کیے تھے، ان سے تاتاری عیسائیت سے متنفر ہو گئے ہیں۔ اس کے برعکس اسلام کی تبلیغ بڑے جوش و خروش سے جاری ہے۔ ایک روسی مصنف بابرونکوف لکھتا ہے کہ "ہر ایک سیدھا سادہ ان پڑھ مسلمان بھی اپنے دین کا مبلغ ہے، اور بت پرست یا نیم بت پرست قبیلے جو نادار، بے علم اور جاہل ہیں، ان مبلغوں کی قوت ایمانی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عیسائیوں کے دیہات سے بہت سے لوگ سرما کے موسم میں درزی کا کام کرنے کے لیے مسلمانوں کے قصبوں میں چلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ وہ جب اپنے دیہات کو واپس آتے ہیں تو اسلامی عقائد بھی اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ انہیں بڑے جوش و خروش سے اپنے گھروں میں پھیلاتے ہیں۔"

اس اسلامی تبلیغ سے ووتیاک قبائل سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ ان کے اکثر لوگ اصطباغ

پاکر عیسائی ہو چکے تھے، لیکن ان کے بہت سے افراد اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں مسلمان ہو گئے۔ اسلام کا اثر عیسائی اور بت پرست دونوں قسم کے قبیلوں میں روز بروز بڑھ رہا ہے۔

ووتیاک کی طرح چرمس بھی فن قوم کا ایک قبیلہ ہے۔ ان میں سے تقریباً ایک چوتھائی ابھی تک بُت پرست ہے۔ لیکن ان میں سے بہت سے لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں اور گمانِ غالب ہے کہ باقی افراد بھی عنقریب یہی مذہب اختیار کر لیں گے۔ اسلام کی طرف چرمس قوم کا میلان انیسویں صدی میں ظاہر ہوا تھا، اگرچہ ان کے اکثر لوگ برائے نام عیسائی تھے۔ ان کے گاؤں کے گاؤں مسلمان ہو گئے، حالانکہ روسی حکومت کے قانون کے مطابق اس زمانے میں جو شخص اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہتا تھا، وہ آرتھوڈوکس کلیسیا کے سوائے اور کوئی مذہب اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے باشقیر اور تاتاریوں کے میل ملاپ سے اسلام قبول کیا تھا، جن کے خاندانی اور معاشرتی رسوم و رواج ان کے اپنے دستور کے مشابہ اور موافق تھے۔ ان کے ہاں اسلام کی اشاعت کا آغاز بعض اوقات مسلمانوں کے ساتھ شادی بیاہ سے ہوا۔ مثلاً کسی گاؤں میں ایک چرمس خاندان نے باشقیروں کے ہاں شادی کی اور پھر انہی کا مذہب اختیار کر لیا۔ جب ان کے اپنے گاؤں کے عیسائی ان کو "مختون گتے" کہہ کر ان سے بدسلوکی کرنے لگتے تو وہ وہاں سے نقلِ مکانی کر کے چند میل کے فاصلے پر ایک نئی بستی بسا لیتے اور بعض خوش حال باشقیر ان کو مالی امداد دیتے۔ لیکن چونکہ سرکاری رجسٹروں میں ان کا اندراج بُت پرستوں کی فہرست میں ہوتا تھا اس لیے ان کو مسجد بنانے کی اجازت نہ تھی۔ لہذا ان کے قرب و جوار کے چند باشقیر خاندان اس نئی بستی میں آکر آباد ہو جاتے تھے، تاکہ مسجد کی تعمیر کے لیے سرکاری طور پر مسلمانوں کی جتنی تعداد مطلوب ہے، وہ پوری ہو سکے۔ اسی قسم کا عمل کئی بار دوسرے دیہات میں بھی ہوا ہے، جہاں مسلمان آکر آباد ہوئے ہیں اور چرمس کے ساتھ سلسلۂ ازدواج میں منسلک ہوئے ہیں۔ دیگر مقامات میں خاص تعلیمی تحریک کا پتا چلتا ہے، مثلاً انیسویں صدی کی ابتداء میں کراکول کے گاؤں میں عیسائی چرمس آباد تھے، لیکن اسی صدی کے وسط کے بعد ایک چرمسی کی تبلیغ سے، جو ملاّ بن چکا تھا، ان کے چند خاندان مسلمان ہو گئے۔ جب وہ ملاّ مر گیا تو اس کی جگہ ایک اور گاؤں کے ایک باشقیر نے لے لی۔ جو چرمس مسلمان ہوئے تھے، وہ بعد ازاں تاتاری اور باشقیری دیہات میں منتقل ہو گئے اور ان کی جگہ تاتاریوں نے لے لی۔ یہاں تک کہ تمام گاؤں عملی طور پر تاتاری بن گیا، نئی نسل کے اکثر لوگ چرمسی زبان بھول گئے اور صرف تاتاریوں کے ہاں شادی بیاہ کرنے لگے۔ ان تبلیغی کوششوں کے علاوہ چرمسی قوم پر تاتاری زبان اور تاتاری اوضاع و اطوار کا اثر نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ ان کے ہاں تاتاری زبان رائج ہو گئی ہے جو اپنے ساتھ اسلام کے مذہبی اور اخلاقی خیالات کو بھی لے کر آئی ہے۔ تاتاری لباس کا استعمال ایک اعلیٰ تہذیب کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی چرمسی تاتاری لباس نہ پہنے تو اسے اس بات کا اندیشہ ہو سکتا ہے کہ اس پر تاتاری لوگ یا اس کے اپنے ہم قوم چرمسی ہنسیں گے۔ ان تمام تمدنی اثرات کا یہ نتیجہ

ہوتا ہے کہ چرمسی بالاخر تاتاریوں کا مذہب (یعنی اسلام) اختیار کر لیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قبولِ اسلام کے بعد چرمسی لوگ اپنے نئے دین کی اشاعت میں بڑی سرگرمی کا ثبوت دیتے ہیں اور اس بارے میں خوش حال تاتاری ان کو امداد دیتے ہیں۔ اس کے برعکس روسی لوگ چرمس کو ایک نیچ ذات سمجھ کر حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کو بُرے ناموں سے یاد کرتے ہیں، حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی جو عیسائی ہو چکے ہیں۔ چرمس قوم کے تقریباً ایک چوتھائی لوگ ابھی تک بُت پرست ہیں، لیکن ان کے ہاں اسلامی اثرات اتنے زبردست ہیں کہ ان کے اکثر لوگ غالباً عنقریب مسلمان ہو جائیں گے۔

چواش قوم میں اسلام کی اشاعت

چواش قوم کے لوگ، جن کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے، تقریباً تمام اصطباغ لے چکے ہیں، لیکن ان میں سے تقریباً بیس ہزار ابھی تک بت پرست ہیں، مگر یہ لوگ بتدریج مسلمان ہو رہے ہیں۔ جو چواش عیسائی ہیں ان میں سے بھی بعض افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جو باقی ہیں وہ بھی اسلام کے اثر میں آ رہے ہیں۔ چواش قوم کے مسلمانوں کی مذہبی سرگرمی کا اندازہ اس واقعے سے ہو سکتا ہے کہ ایک عیسائی گاؤں کے پادری نے ایک گرجا کی مرمت کے لیے کئی سال کے عرصے میں بمشکل تین سو روبل جمع کیے، لیکن اس کے برعکس جب چواش کے آٹھ خاندان مسلمان ہوئے تو انہوں نے ایک مسجد کی تعمیر کے لیے چند مہینوں میں دو ہزار روبل اکٹھے کر لیے۔ اس قسم کا مذہبی جوش اس اسلامی تبلیغ کا خاصہ ہے جو اس وقت کے قدیم مقامی قبائل میں جاری ہے۔ ہر خاندان کو جو اسلام قبول کرتا ہے، نقدی یا جنس کی صورت میں امداد ملتی ہے۔ کسی کے لیے گھر تعمیر کر دیا جاتا ہے اور کسی کے لیے کھیت اور مویشی خریدے جاتے ہیں۔ جب کسی گاؤں کے چند خاندان مسلمان ہو جاتے ہیں تو ان کے لیے ایک مسجد تعمیر کر دی جاتی ہے اور ان کے بچوں کے لیے ایک مدرسہ جاری کر دیا جاتا ہے۔

سائبیریا کے تاتاری مسلمان

سائبیریا کے تاتاریوں میں اسلام کیسے پھیلا؟ اس کے متعلق ہمارے علم میں صرف چند ایک واقعات آئے ہیں۔ سولھویں صدی سے پہلے اس ملک میں اسلام کے قدم نہ جم سکے تھے، لیکن اس سے پہلے بھی اسلام کے مبلغ اس ملک میں وقتاً فوقتاً اس امید پر آتے رہے تھے کہ وہ اس ملک کے بُت پرستوں کو مسلمان کریں گے، لیکن ان میں سے اکثر کو سوائے مرتبۂ شہادت کے اور کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ جب کوچم خان کے عہد میں سائبیریا کے ملک میں اسلامی حکومت قائم ہوئی تو مبلغین اسلام کی سات قبریں ایک بوڑھے شیخ نے دریافت کیں جو بخارا سے ان کی تلاش میں آیا تھا اور چاہتا تھا کہ ان شہیدانِ

اسلام کی کوئی یادگار سائبیریا میں قائم کی جائے۔ اسی شیخ نے ان ساتوں شہیدوں کے نام بھی بتائے۔ گزشتہ صدی تک سائبیریا کے تاتاری ان کو احترام کے ساتھ یاد کرتے رہے ہیں۔ جب ۱۵۷۰ء کے قریب کوچم خان، جو چنگیز خان کے بیٹے جوچی کی اولاد سے تھا، سائبیریا کو فتح کرکے وہاں کا فرماں روا بنا، یا بروایتِ دیگر وہاں کے بادشاہ کے لاولد مرنے کے بعد وہاں کے باشندوں کی درخواست پر وہاں کا حاکم ہوا، تو اس نے اپنی رعایا کو مسلمان کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، اور بخارا سے مبلغ منگوائے تاکہ اس کارِ خیر میں اس کی مدد کریں۔ ان میں سے ایک مبلغ نے، جو بخارا سے آیا تھا، اپنا حال یوں لکھا ہے کہ وہ ایک ساتھی کے ہمراہ کوچم خاں کے دارالحکومت میں پہنچا جو دریائے ارتش کے کنارے پر واقع تھا۔ دو سال کے بعد اس کا رفیق یہاں انتقال کر گیا اور بعض وجوہات سے، جو اس نے یہاں بیان نہیں کیں، وہ اپنے وطن کو واپس چلا گیا۔ لیکن کوچم خان نے جب بخارا سے دوبارہ مدد طلب کی تو یہی شخص پھر سائبیریا آیا اور اپنے ساتھ ایک معاون لایا۔ قازان سے بھی مبلغ آئے، لیکن اسلام کی اشاعت میں ابھی کچھ زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی کہ روسی فتوحات کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے کوچم خان کی تبلیغی کوششوں کا خاتمہ کر دیا۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوئی کہ بہت سے قبیلوں نے، جو کوچم خان کے محکوم تھے، قبولِ اسلام کی سخت مخالفت کی تھی۔

اگرچہ روسی فتوحات نے اسلام کی ترقی میں خلل ڈالا تھا، لیکن یہ ترقی بہرحال قطعی طور پر رک نہ سکی کیونکہ بخارا اور ترکستان کے دوسرے شہروں کے علمائے دین اور قازان کے مسلمان تاجر سائبیریا میں مسلسل طور پر اسلام کی تبلیغ کرتے رہے تھے۔ برایا قبیلے کے تاتاریوں میں، جو دریائے ارتش اور اوب کے درمیان آباد تھے، اسلام کا قدم پہلی مرتبہ ۱۷۴۵ء میں پہنچا۔ اگرچہ انیسویں صدی کی ابتداء تک ان کے اکثر لوگ بُت پرست رہے مگر اب تمام مسلمان ہو چکے ہیں۔